احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

بدھ 5 جنوری 2011ء

روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 5 جنوری 2011ء 29 محرم 1432 ہجری 5 صلح 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 4

عظیم ترین مقام

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

انی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد

میں نبیوں میں سے سب سے آخری ہوں اور میری مسجد تمام مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوۃ بمسجدی حدیث نمبر 2471)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیاء وصدق و صفاء وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیا سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد2ص 71)

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا (۔) وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد8ص 308)

بیرون پاکستان اعلیٰ تعلیم کیلئے قرضہ حسنہ کے متعلق معلومات

ایسے طلباء و طالبات جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون پاکستان جانا چاہتے ہیں اور نظام جماعت سے قرض حسنہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے چند گزارشات درج ذیل ہیں۔

(1) پاکستان میں چار سالہ بیچلرز یا دو سالہ ماسٹرز یعنی سولہ سال تک کی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور داخلہ بھی اسی ڈگری کی بنیاد پر ہو۔

(2) پاکستان میں جس فیلڈ میں تعلیم مکمل کی ہو، اسی سے متعلقہ فیلڈ میں داخلہ ہونا چاہئے۔

(3) قرض حسنہ صرف ڈگری پروگرامز کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔ ڈپلومہ و دیگر شارٹ کورسز کے لئے قرض حسنہ جاری نہ کیا جاتا ہے۔

(4) طالب علم کا گزشتہ تعلیمی ریکارڈ کم از کم اعلیٰ فرسٹ ڈویژن ہو۔

(5) طالب علم ویزہ حاصل کر چکا ہو۔

(6) درخواست دیتے وقت طالب علم کا پاکستان میں ہونا ضروری ہے۔ پاکستان سے جانے کے بعد دی جانے والی درخواست پر غور نہیں ہوگا۔

(7) قانونی و دیگر مالی معاملات میں کسی قسم کی کوئی رہنمائی یا معاونت نہ کی جاتی ہے۔ یہ تمام معاملات طالب علم نے خود ہی طے کرنا ہوتے ہیں۔

(8) بیرون پاکستان جانے سے پہلے نظارت تعلیم میں اپنے تعلیمی قرض حسنہ کے معاملات طے کروا کے جائیں۔ درخواست دینے کے بعد اگر طالب علم نے روانہ ہونا ہو تو اپنے نمائندہ کو مقرر کر کے جائیں جن سے باقی جملہ امور طے کئے جاسکیں گے۔

درج بالا قواعد پر پورا اترنے والے طلباء و طالبات درخواست دے سکتے ہیں۔ درج ذیل مضامین ترجیحاً زیر غور لائے جائیں گے۔

Basic Sciences, Engineering Technology, Computer Science, Information Technology, Architecture & Design, Agriculture Sciences

اس کے علاوہ حسب گنجائش سائنس سے متعلق دیگر مضامین بھی زیر غور لائے جا سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے فون 047-6212473 پر رابطہ کریں۔ (نظارت

سیرۃ النبی ﷺ از شمائل الترمذی

(خصوصاً واقفین نو کے لئے)

قسط نمبر 20

رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا بیان

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول ہوا۔ آپؐ نے مکہ میں تیرہ سال قیام فرمایا اور آپؐ پر وحی ہوتی رہی اور 63 سال کی عمر میں آپؐ کا وصال ہوا۔

جریر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی اور میں بھی اب تریسٹھ سال کا ہوں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت دغفلؓ بن حنظلہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات پینسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ حضرت دغفلؓ کا نبی کریم ﷺ سے سماع کا ہمیں علم نہیں۔ ہاں وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں موجود تھے۔

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نہ نمایاں طور پر بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی پستہ قامت، نہ تو بہت زیادہ سفید تھے اور نہ گندم گوں، اور (آپؐ کے بال) نہ زیادہ گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے مکہ میں دس سال قیام فرمایا اور مدینہ میں دس سال۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی۔ اس وقت آپؐ کے سر اور ریشِ مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آخری نظر رسول اللہ ﷺ پر اس وقت ڈالی جب رسول اللہ ﷺ نے سوموار کو (اپنے حجرے کا) پردہ اٹھایا۔ تو میں نے آپؐ کے رُوئے مبارک کی طرف دیکھا وہ یوں تھا جیسے مصحف (شریف) کا ایک ورق ہو۔ لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور قریب تھا کہ لوگ نماز میں مضطرب ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ حضرت ابو بکرؓ ان کی امامت کروا رہے تھے۔ پھر آپؐ نے پردہ گرا دیا اور اسی دن کے آخری حصہ میں آپؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا (وصال کے وقت) میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے سینہ پر سہارا دے رکھا تھا یا یہ فرمایا کہ اپنی گود میں سہارا دے رکھا تھا۔ آپؐ نے پیشاب کرنے کے لئے برتن منگوایا اور پیشاب کیا۔ پھر آپؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ کے پاس پانی کا پیالہ تھا آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈالتے پھر اپنے چہرے پر پانی ملتے اور کہتے اے میرے اللہ! موت کی تکالیف میں میری مدد فرما یا یہ کہتے موت کی سختیوں میں میری مدد فرما۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی وفات کی تکلیف کو دیکھ کر آپؐ کے بعد کسی اور شخص کی آرام دہ موت پر مجھے رشک نہیں ہوا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپؐ کی تدفین کے بارے میں صحابہؓ میں اختلاف ہو گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے جو میں نہیں بھولا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اُس جگہ پر نبی کو وفات دیتا ہے جس جگہ وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کے بستر کی جگہ پر ہی دفن کرو۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ کا وفات کے بعد بوسہ لیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ آپؐ کے پاس آئے۔ اپنے ہونٹ آپؐ کی پیشانی مبارک پر رکھے اور بوسہ لیا۔ اور آپؐ کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر کہا: آہ اے نبیؐ! آہ اے صفیؐ! آہ اے خلیلؐ!

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس دن مدینہ تشریف لائے اُس دن مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپؐ فوت ہوئے۔ مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی اور ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑی نہیں تھی، ہم ابھی آپؐ کی تدفین میں مصروف تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو مختلف حال میں پایا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن وفات پائی۔

جعفر بن محمد اپنے والد (امام باقرؒ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال پیر کے دن ہوا۔ آپؐ وہ دن اور منگل کی رات (اور دن) رہے اور آپؐ کی تدفین (بدھ کی) رات کو ہوئی۔ سفیان کہتے ہیں کہ امام باقر کے علاوہ کسی اور نے روایت کی ہے کہ بیلچوں کی آواز رات کے آخری حصے میں سنائی دیتی تھی۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیر کے روز وفات پائی اور آپؐ کی تدفین منگل کے دن ہوئی۔

حضرت سالم بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مرض الموت میں غشی طاری ہوئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی جی یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی جی ہاں! آپؐ نے فرمایا بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی میرے والد نرم دل ہیں۔ جب وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ اس لئے آپؐ کسی اور کو ارشاد فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں پھر آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا: بلالؓ سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یقیناً تم تو یوسف والی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بلالؓ سے کہا گیا انہوں نے اذان دی اور حضرت ابو بکرؓ سے کہا گیا تو انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بیماری میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا دیکھو کوئی ہے جس کا میں سہارا لوں (اور مسجد میں جاؤں) اس پر حضرت بریرہؓ اور ایک اور شخص آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر سہارا لیا اور (مسجد میں تشریف لائے) جب حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے آپؐ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہریں یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز مکمل کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ (کا اسی مرض الموت میں) وصال ہو گیا تو حضرت عمرؓ کہنے لگے اللہ کی قسم جس کو میں نے یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اُسے اپنی اِس تلوار سے قتل کر دوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ تو ان پڑھ تھے ان میں رسول اللہ ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اس لئے وہ رک گئے بعض صحابہؓ نے کہا اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کی طرف جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ چنانچہ میں حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا وہ مسجد میں تھے۔ میں روتا ہوا اور گھبرایا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا کیا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے؟ میں نے کہا عمرؓ کہہ رہے ہیں کہ جس کسی سے بھی میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو مَیں اسے اپنی اس تلوار سے قتل کر دوں گا۔ انہوں نے مجھے کہا چلو میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب ابو بکرؓ آئے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو چکے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے لوگو! مجھے رستہ دو تو لوگوں نے انہیں راستہ دے دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپؐ پر جھک گئے، اپنے بازو کے بل اور آپؐ کو مَس کیا اور کہا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ. (الزمر:۳۱) یقیناً آپؐ بھی فوت ہونے والے ہیں اور وہ (سب لوگ) بھی فوت ہونے والے ہیں۔ پھر صحابہؓ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے؟ آپؐ نے کہا ہاں، تب ان کو یقین ہو گیا کہ آپؓ نے سچ کہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا اے صاحب رسول! کیا رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھا جائے گا؟ آپؓ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا کیسے؟ آپؐ نے فرمایا ایک جماعت اندر (حجرے میں) داخل ہو گی اور تکبیر کہے گی اور دعا کرے گی اور نماز پڑھے گی پھر باہر آ جائے گی۔ پھر اور لوگ داخل ہوں گے، تکبیر کہیں گے دعا کریں گے اور نماز پڑھیں گے پھر باہر آ جائیں گے یہاں تک کہ سب لوگ اندر داخل ہو جائیں۔ پھر صحابہؓ نے پوچھا اے صاحب رسول! کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ہاں انہوں نے کہا کہاں؟ انہوں نے فرمایا: اسی جگہ جہاں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسی جگہ آپؐ کو وفات دی ہے جو پاکیزہ جگہ ہے۔ صحابہؓ جان گئے کہ ابو بکرؓ نے سچ کہا ہے۔ پھر آپؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپؐ کے والد کے بیٹے (والد کی طرف سے رشتہ دار) آپؐ کو غسل دیں (راوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ) مہاجرین جمع ہو کر (خلافت کے معاملے میں) باہم مشورہ کرنے لگے اور انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف چلیں اور ان کو

باقی صفحہ 8 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب ۔عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب ۔عرب اور احمدیت

قسط 11

اس ساری بحث کے بعد اب ہم مولانا شمس صاحب کے قیام مصر کے حالات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

پبلک لیکچر

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے مصر پہنچنے پر مشورہ سے طے پایا کہ وہاں ایک پبلک لیکچر ہو۔ لیکچر کے لئے عصمت انبیاء کا موضوع تجویز ہوا۔ مکارم اخلاق سوسائٹی کے تحت ہونے والے اس لیکچر کا اعلان کر دیا گیا اور لوگوں کو شمولیت کی دعوت دی گئی۔

اس موضوع پر مولانا شمس صاحب نے حضرت مسیح موعود کے علم کلام کی روشنی میں اس خوبی سے لیکچر دیا کہ اپنے اور بیگانے سب متاثر ہوئے۔ جماعت کے سیکرٹری عبدالحمید آفندی نے قادیان آ کر بیان کیا کہ لیکچر سننے کے بعد ہم سب احمدیوں نے خوشی سے محترم شمس صاحب کو کندھوں پر بٹھا لیا اور دور تک اٹھا کر لے گئے۔

جلسہ کے اختتام پر ایک بڑے ادیب نے سب دوستوں کو ٹھہرا لیا اور آدھ گھنٹہ کے قریب مولانا شمس صاحب کی مدح اور تعریف کرتا رہا۔ اس نے بیان کیا کہ ایسا لیکچر آج تک ہم نے کبھی نہیں سنا تھا۔

(الفضل 20 اکتوبر 1966ء صفحہ 3 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلد اول صفحہ 228-229)

ایک پادری سے مناظرہ اور مصر کا پہلا احمدی

مکرم منیر الحصنی صاحب اس مناظرہ کی روداد تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

مَیں موسمی تعطیلات گزارنے کے لئے دمشق سے کچھ فاصلہ پر بلودان نامی ایک پہاڑی گاؤں میں گیا۔ وہاں کے پادری ملحم الذہبیہ نامی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں قیام کے دوران اس پادری سے کئی مباحثات ہوئے جن کے نتیجہ میں آخر کار اسے راہ فرار اختیار کرنا پڑی اور اس نے یہ کہہ کر مجھ سے اپنا پیچھا چھڑایا کہ گو مَیں آپ کے دلائل و براہین کا جواب نہیں دے سکتا لیکن مصر میں ایک بڑے پادری صاحب ہیں وہ آپ کے تمام اعتراضات کا جواب دیں گے۔

مَیں نے مولانا شمس صاحب کو جو ان دنوں مصر میں تھے لکھا کہ وہ اس پادری سے مل کر تبادلہ خیالات فرمائیں لیکن مصر کے تمام پادریوں نے الوہیت مسیحؑ وغیرہ میں سے کسی موضوع پر بھی شمس صاحب سے مناظرہ نہ کیا اور کوئی بھی مقابلہ پر نہ آیا۔ شمس صاحب نے بڑی تحدی سے ایک رسالہ البرهان الصریح فی إبطال ألوھیة المسیح لکھ کر تمام پادریوں کو چیلنج کیا کہ اس کا ردّ لکھیں۔ مگر کسی کو اس کا جواب دینے اور چیلنج قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی...... کچھ عرصہ بعد بحیثیت مربی آپ دوبارہ مصر تشریف لے گئے۔ مجھے بھی آپ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ مصر پہنچنے پر ہم نے دیکھا کہ بعض امریکی مشن بعض خاص دنوں میں علی الاعلان مسیحیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور مصر کے علماء باوجود کثرت کے کوئی بھی ان کی تردید کے لئے نہیں آتا اور وہ لگاتار اسلام کے خلاف زہر پھیلا رہے ہیں۔ اس پر خاکسار اور شمس صاحب ایک مشن ہاؤس میں گئے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک مسیحی عرب شیخ کامل منصور نامی صداقت اناجیل پر لیکچر دے رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ دیکھو اناجیل کی اشاعت کسی جنگ وجدال کی مرہون منت نہیں بلکہ وہ اپنی روحانی قوت سے اکناف عالم میں پھیلیں۔ لیکچر کے اختتام پر مَیں نے اس سے کہا: صداقت اناجیل پر شمس صاحب سے پبلک مناظرہ کر لو تا لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ واقعۃً موجودہ اناجیل الہامی اور خدا کی طرف سے ہیں۔ اس پر اس نے فوراً میری دعوت قبول کر لی۔ اور خیال کیا کہ خوب شکار ہاتھ آیا ہے۔ اس نے ہماری دعوت پر بہت خوشی کا اظہار کیا کیونکہ اسے خیال تھا کہ اس کے دلائل لاجواب ہیں۔ لیکن مناظرہ شروع ہونے پر جب اسے اپنے دلائل کا بودا پن معلوم ہوا اور لوگوں پر اس کے خلاف برا اثر پڑنے لگا تو اس نے ہم سے درخواست کی کہ بقیہ بحث کسی آئندہ روز پر ملتوی کر دی جائے۔ لیکن جب دوسری مرتبہ مناظرہ شروع ہوا تو پہلی دفعہ سے بھی زیادہ اس کی سبکی ہوئی اور دلائل و براہین نے اس کے چھکے چھڑا دیئے اور اسے ایسا مبہوت کیا کہ اس نے دوبارہ درخواست کی کہ بقیہ مناظرہ آئندہ پر ملتوی کیا جائے۔ ہم نے یہ درخواست منظور کر لی۔ لیکن تیسری مرتبہ جب ہم آئے تو بجائے مناظرہ کرنے کے اس نے کہا کہ شمس صاحب احمدی مناظر ہیں اور مسلمان احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اس لئے مَیں احمدی مناظر سے بحث کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مولانا جلال الدین شمس صاحب نے فرمایا: تم عیسائیت کے وکیل ہو اور میں دین کی طرف سے مدافعت کرتا ہوں۔ جب میں نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ تمہیں باقی عیسائی فرقے عیسائی قرار دیتے ہیں یا نہیں، تو پھر تمہیں کہاں سے یہ حق پہنچتا ہے کہ مجھ پر یہ اعتراض کرو۔ اس کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں کہ تم مناظرہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے اور دلائل سے عاجز آ کر اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے ہو۔ لیکن اس طرح غیرت دلانے کے باوجود بھی اسے مناظرہ جاری رکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مسلمان حاضرین نے پرجوش تالیوں سے عیسائی پادری کی شکست اور احمدی مربی کی فتح کا اعلان کیا اور کئی منٹ تک اپنی تالیوں سے میدان مناظرہ کو گرمائے رکھا۔

اس کے بعد شمس صاحب نے اس موضوع پر ایک پمفلٹ بنام ”تحقیق الادیان“ رمضان 1348ھ بمطابق فروری 1930ء میں شائع کیا۔ مباحثہ کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ بہت سے مصری نوجوان جو عیسائیت کے اوہام کے شکار ہو رہے تھے پھر سے دین پر پختہ ہو گئے۔ انہی نوجوانوں میں عبدالحمید خورشید آفندی بھی تھے جو مصر کے پہلے احمدی بنے جو اس مباحثہ میں آپ کے دلائل و براہین سے اتنے متاثر ہوئے کہ احمدی ہو کر عیسائیوں کا مقابلہ کرنے لگے۔ ازاں بعد احمد حلمی صاحب احمدی ہوئے۔

(مآخذ ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری 1947ء مکرم طہٰ قزق صاحب کی یادیں، کبابیر، بلادی از عبداللہ اسعد صاحب، تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 527)

مجھے کچھ نہیں آتا

مصر میں قیام کے دوران کی مساعی کے بارہ میں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب فرماتے ہیں:

اخبار الأہرام میں ہم نے اعلان پڑھا کہ باب الحدید...... کے پاس دار التبشیر میں لیکچر ہوگا۔ ہم سننے کے لئے گئے۔ اختتام لیکچر پر کسی کو سوالات کی اجازت نہ دی گئی۔ مگر انچارج پادری نے ہم سے کہا کہ آپ اگر کوئی سوال دریافت کرنا چاہیں تو دو دن کے بعد انجیل کا درس ہوگا آپ تشریف لائیں اور جو سوال کرنا چاہتے ہیں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مَیں اور برادرم منیر الحصنی اور شیخ محمود احمد صاحب وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے۔ اس سے چند ہی باتیں ہوئی تھیں کہ وہ کہہ اٹھا: میں آپ کو جواب نہیں دے سکتا۔ آپ کتاب مقدس کا مطالعہ کریں۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں سمجھائیں۔ کتاب مقدس پر ہی تو اعتراض ہے۔ وہ اتنا گھبرا گیا کہ اس نے صاف طور پر کہہ دیا: افرضوا أنني حمار، آپ فرض کر لیں کہ میں گدھا ہوں اور مجھے کچھ نہیں آتا۔

(ماخوذ از الفضل یکم اپریل 1930ء)

قوت دلائل وسحر کلام

مصر میں حضرت مولوی صاحب کو اپنے چند احمدی ساتھیوں کے ساتھ بذریعہ ٹرین کسی دوسرے مقام پر جانا تھا۔ گاڑی چلنے میں ابھی آدھ گھنٹے کی دیر تھی کہ ایک ازہری مولوی سٹیشن پر آئے۔ مکرم محمود آفندی خورشید نے انہیں شمس صاحب سے انٹروڈیوس کرایا اور ساتھ ہی اختلافی مسائل کا بھی ذکر کر دیا۔ اس پر سلسلہ گفتگو چل پڑا اور مولوی صاحب تعلیم یافتہ مسافروں کے انبوہ میں گھر گئے۔ آپ نے نہایت فصیح وبلیغ عربی میں تقریر کی۔ ازہر کے شیخ کو آپ کے دلائل کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ یہ سلسلہ اتنا لمبا ہو کہ سامعین نے ایک مولوی صاحب کو ایک ٹرین مِس کرنے پر مجبور کر دیا۔ بہت سے لوگوں نے مولوی صاحب کا پتہ نوٹ کیا۔ اور دوبارہ ملاقات کا وعدہ کیا۔

ہم آپ سے یہیں جہاد کریں گے

قاہرہ سے واپسی پر عیسائیوں کے ایک تبشیری ہال میں پادری مریان پطرس کا ایک لیکچر تھا اس دن ہم سب وقت مقررہ پر پہنچ گئے۔ پادری صاحب ہال میں ٹہل رہے تھے۔ مولوی صاحب کو داخل ہوتے دیکھ کر کہنے لگے: آپ ابھی تک یہیں ہیں؟ آپ کیوں ہمیں تنگ کر رہے ہیں اور ہمیں کام نہیں کرنے دیتے۔ بہتر ہے کہ آپ ہندوستان چلے جائیں اور اپنے ملک کی خدمت کریں۔ مولوی صاحب نے فرمایا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم یہاں نہ آئیں۔ ہم آپ سے یہیں جہاد کریں گے۔ اس جواب پر پادری صاحب خاموش ہو گئے اور جب لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنا موضوع چھوڑ کر انجیل کی تقریر شروع کر دی اور کسی کو گفتگو کا موقع نہ دیا۔

(الفضل 2 دسمبر 1930ء صفحہ 7-8)

سوڈان میں دعوت الی اللہ

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے قیام مصر کے دوران ہی سوڈان کے ایک تعلیم یافتہ دوست جو تبدیلی آب وہوا کے لئے مصر آئے ہوئے تھے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ یوں سوڈان میں بھی احمدیت کا پودا لگ گیا۔ وطن واپس جاتے ہوئے وہ سلسلہ کا کچھ لٹریچر ساتھ لے گئے۔ پھر انہوں نے مولانا جلال الدین صاحب کو اطلاع دی کہ تعلیم یافتہ طبقہ احمدیت کو دل میں قبول کر رہا ہے لیکن مشائخ اور جہالت سے مرعوب ہیں۔

(ماخوذ از رپورٹ سالانہ 1930-31ء صفحہ 5-6)

عراق سے متعلق محمود عرفانی صاحب کی بعض یادیں

مکرم محمود احمد عرفانی صاحب نے اپنے ایک مضمون بعنوان ”عالم اسلامی میں میرے آقا کے تذکرے“ میں اپنی بعض یادداشتیں درج کی ہیں اس کا ایک حصہ ہم ذیل میں انہی کے قلم سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک ادنیٰ خادم شاہی دربار میں

دسمبر 1929ء میں مَیں بغداد میں تھا۔ اس وقت عراق کے تخت پر عالم اسلام کا مشہور مدبر اور بہادر بادشاہ فیصل حکمران تھا۔ فیصل کی زندگی اور اس کی تاریخ

انقلابات کے صفحات سے پُر ہے۔ وہ پتلا دُبلا نحیف الجثہ انسان تھا۔ مگر اس کی نظر دور بین تھی اور اس کا فکر نکتہ رس تھا۔ اس نے نہ صرف اپنی ذات میں انقلاب پیدا کیا۔ بلکہ عالم اسلامی میں وہ انقلاب پیدا کیا جس کی یاد اب تاریخ سے مٹ نہیں سکتی وہ ایسا انسان تھا جس نے آن واحد میں شام کی سلطنت کھوکر عراق کی سلطنت حاصل کرلی اور اپنے تدبر سے ایک مردہ قوم کو زندہ قوموں کی صف میں لا کھڑا کردیا۔

جنوری کا مہینہ تھا بغداد میں سخت سردی پڑ رہی تھی ہاتھ ٹھٹھر رہے تھے اور بارشیں بھی ہورہی تھیں۔ بادشاہ نے مجھے باریابی کا موقع دیا۔ بادشاہ کا دیوان قصر سے دور تھا۔ اس دن سردی اور بارش اتنی تیز تھی کہ مَیں یقین کرتا تھا کہ آج بادشاہ اپنے ایوان میں نہیں آئیں گے 9 بجے میں دیوان پہنچا۔ معلوم کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہ آٹھ بجے سے بھی پہلے آگئے تھے۔ مجھے حیرت ہوئی۔ نو بج کر چندمنٹ پر مجھے طلب کرلیا گیا۔ شاہ کا کمرہ ایک بہت بڑا ہال تھا۔ جو ایرانی قالینوں سے مفروش تھا......شاہ دروازہ کے قریب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر ٹہل رہے تھے۔ جونہی میرا سامنا ہوا بادشاہ کھڑے ہوگئے۔ میں نے سلام کیا۔ شاہ نے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے مصافحہ کیا اور اس کے بعد مجھے ساتھ لے کر ہال کے صدر میں گئے اور مجھے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور بیٹھ گئے۔ میں نے شاہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:۔

’’مَیں مذہباً احمدی جماعت کا فرد ہوں جن کا اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی تھے۔ ہماری جماعت اس وقت دس لاکھ سے کچھ اوپر ہے۔ ہمارے افراد تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کے فرزند اکبر حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۂ ثانی ہیں۔ ان کے زمانہ میں ہماری جماعت کو بڑی ترقی ہوئی۔ انہوں نے یورپ اور امریکہ کے سوا مشرق کے مختلف ملکوں میں سلسلہ کے مشن کھولے اور آپ نے جماعت کو پورے طور پر منظّم کیا۔ حجاز کا انقلاب جب ہوا ہندوستان میں ایک زلزلہ رونما ہوا۔ سب مسلمان مخالفت کررہے تھے۔ اس وقت صرف حضرت خلیفۃ المسیح نے آواز اٹھائی کہ جیسے دیگر اقوام کو آزادی کا حق ہے ایسے ہی عربوں کو بھی حق ہے۔ عرب وہ ہیں جنہوں نے ساری دنیا کو تمدن اور علوم سکھلائے اور (دین) جیسا پاکیزہ مذہب بھی ہم کو ایک عرب ہی کے طفیل ملا......‘‘

یہ سن کر بادشاہ مجھ سے یوں مخاطب ہوئے:۔

’’مجھے احمدی جماعت کا اچھی طرح علم ہے۔ مَیں مرزا احمد قادیانی کو دنیا کا بہت بڑا انسان سمجھتا ہوں۔ میں ان کی جماعت کے کام سے جو یورپ امریکہ میں ہورہا ہے واقف ہوں۔ اور میرے دل میں اس جماعت اور اس کے بانی کا بڑا احترام ہے اور عربی قضیہ میں جو اہم کام جماعت احمدیہ قادیان نے کیا اس کے لئے مَیں اپنے اندر جذبۂ امتنان پاتا ہوں‘‘۔

دجلہ کے کنارے

دجلہ کا کنارہ تھا۔ شاہ علی بن حسین جو حجاز کے بادشاہ تھے اپنے محل کے شہ نشین پر جو بالکل دجلہ کے پانی پر واقع تھا آرام کرسی پر تنہا بیٹھے ہوئے تھے اور دجلہ میں کشتیوں کی سیر دیکھ رہے تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ سورج کی کرنیں دجلہ کے پانی میں پڑ کر عجیب سیمابی منظر پیدا کررہی تھیں۔ ہوا میں ایسی خنکی تھی جو تازگی لئے ہوئے تھی۔ دجلہ کے کنارے اس وقت خاص رونق تھی۔ ملک علی اس پرلطف منظر کی سیر کررہے تھے کہ خاکسار کو باریابی کا موقعہ ملا۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر آیا۔ بادشاہ بغور سنتے رہے اور پھر کہا:۔

’’میں نے مرزا قادیانی کا ذکر پہلے بھی سنا ہے۔ مَیں ان کو (دین) کا بڑا خدمت گزار جانتا ہوں۔ میرے خیال میں دعوے میں ان کو غلطی لگی ہے‘‘۔

(الحکم قادیان۔ مؤرخہ 21 مئی 1934ء صفحہ 4)

مصر کے ذکر پر ہم 1930ء کی دہائی میں یہاں ہونے والے بعض واقعات بھی نقل کردیتے ہیں۔

قاہرہ سے اخبار ’’اسلامی دنیا‘‘ کا اجراء (1930ء تقریباً)

اس سال جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے قاہرہ میں آنریری مربی کے فرائض انجام دینے کے علاوہ اسلامی دنیا کے نام سے ایک اخبار جاری کیا مسلمانوں کا باہمی تعارف اور انہیں ان کے مصائب ملّی سے آگاہ کرکے اتحاد کی دعوت اس اخبار کی پالیسی تھی۔ اس کے دو ایڈیشن نکلتے تھے ایک اردو میں دوسرا عربی میں۔ یہ اخبار مصور تھا اور اردو دنیا میں اسلامی دنیا کی خبریں نہایت شرح وبسط سے شائع ہوتی تھیں۔ افسوس ہے کہ بعض ناگزیر مجبوریوں نے یہ اخبار زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہنے دیا۔ اور اس کی اشاعت بند ہوگئی اور جناب عرفانی صاحب قاہرہ سے قادیان آگئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 242)

احمدیہ مشن ایک سیاح کی نظر میں

مرزا اسلم بیگ صاحب سیاح بلاد اسلامیہ حیدر آباد دکن اس زمانہ میں سیاحت کررہے تھے۔ مرزا صاحب کو مصر اور دوسرے احمدی مشنوں کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

دوسری مرتبہ 1930ء میں قاہرہ جانے کا اتفاق ہوا اور یہ میری خوش نصیبی تھی کہ عرفانی صاحب موجود تھے۔ اور ان کا مشن نہایت کامیابی سے اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔ اور مجھے مشن کی کارگزاری پر، مشن کے رسوخ پر، (مربی) کے خلوص پر غور کرنے کا بہت زیادہ موقع ملا۔ میں ان تاثرات کو لئے ہوئے فلسطین، شام، استنبول، اور برلن وغیرہ گیا جہاں مجھے جماعت احمدیہ کی تنظیم اور کوششوں کا ثبوت ملتا گیا۔ مجھے حقیقتاً نہایت صدق دل سے اس کا اعتراف ہے کہ مَیں نے ہر جگہ جماعت احمدیہ کے (مربیان) کی کوششوں کے نقوش دیکھے، ہر جگہ......روایات کے ساتھ تنظیم دیکھی، ہر جگہ اس جماعت میں خلوص اور نیک نیتی پائی۔ جماعت احمدیہ میں سب سے بڑی خوبی اتحاد عمل اور امام جماعت احمدیہ کے احکام کی پابندی ہے۔ اس کے اراکین کہیں اور کسی حال میں شعار......اور احکام (دین) کو نظر انداز نہیں کرتے اور نہ اپنی اصل غرض سے اور فرض سے انجان ہوتے ہیں۔ تقریروں، تحریروں یا ملاقاتوں میں ان کا نقطہ نظر ہوتا ہے اور وہ اشارۃً کنایۃً اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ محنت برداشت کرتے ہیں۔ غیر مانوس اور غیر مشرب لوگوں میں رسوخ پیدا کرکے اپنے فرائض کی تکمیل کرتے ہیں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 242)

ایک مصری عرب کے قبول احمدیت کی دلچسپ داستان

غالباً اسی عرصہ کی بات ہے کہ ایک دوست مکرم حاجی عبدالکریم صاحب فوجی ملازمت کے سلسلہ میں مصر گئے۔ وہاں انہوں نے دعوت الی اللہ کا کام بھی جاری رکھا اور ایک دوست علی حسن صاحب احمدی ہو گئے۔ ان کو لے کر حاجی صاحب مختلف مصری عرب احباب کے پاس جاتے اور دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ ان میں سے ایک دوست محکمہ تار میں کلرک تھے۔ کئی روز ان سے تبادلہ ہوتا رہا، وہ تمام مسائل میں ان کے ساتھ متفق ہوگئے مگر امتی نبی ماننے پر تیار نہ تھے۔ انہوں نے اس کو الخطبۃ الالہامیۃ دیا اور پھر کئی دن اس کے پاس نہ گئے۔ ایک دن اس مصری دوست کا خط آیا جس میں اس نے حاجی صاحب کو کھانے پر بلایا تھا۔ وہاں پہنچنے پر اس نے کہا کہ آپ میری بیعت کا خط لکھ دیں۔ حاجی صاحب نے پوچھا کہ کیا ختم نبوت کا مسئلہ حل ہوگیا ہے؟ اس پر اس دوست نے کہا کہ مَیں نے الأزھر یونیورسٹی کے ایک بڑے عالم کو رات کے کھانے پر بلایا تھا اور اسے بتایا کہ اس طرح مجھے بعض ہندوستانیوں نے تبلیغ کی ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب امتی نبی ہیں اور یہ وہ بات ہے جس کو مَیں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ چونکہ آپ عالم دین ہیں آپ مجھے بتائیں کہ کیا میرا موٴقف درست ہے یا نہیں؟

اس ازہری عالم نے جواب دیا:

مَیں نے مرزا صاحب کا لٹریچر پڑھا ہے اور بعض احمدیوں سے بھی ملا ہوں اور تبادلہ خیالات کیا ہے۔ جس قسم کی نبوت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اگر اس قسم کے ہزار بھی نبی آجائیں تو ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔

اس پر میں نے کہا کہ دیکھو اب میں احمدیہ جماعت میں داخل ہوجاؤں گا اور قیامت والے دن تم اس کے ذمہ وار ہوگے۔ ازہری عالم کہنے لگے کہ میرا یہ جواب صرف یہاں ہی ہے۔ لیکن اگر پبلک میں سوال کروگے تو مَیں یہی کہوں گا کہ امتی نبی بھی نہیں آسکتا۔ ہاں اگر آپ جماعت احمدیہ میں شامل ہونا چاہیں تو بے شک میری ذمہ واری پر داخل ہوجائیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے لئے بعض روکیں ہیں جن میں سے سب سے بڑی یہ ہے کہ اگر میں احمدی ہو جاؤں تو مجھے ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

یہ مصری دوست کہتے ہیں کہ جب میں نے ازہری عالم سے یہ بات سنی تو فوراً جماعت میں داخل ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا، اور الخطبۃ الالہامیۃ پڑھنا شروع کردیا اور ختم کرکے سویا۔ رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا احمد المسیح ایک کثیر جماعت کے ساتھ کہیں تشریف لے جارہے ہیں۔

جب میں بیدار ہوا تو میرے لئے مسئلہ ختم نبوت حل ہوچکا تھا اور میں بہت خوش تھا۔

حاجی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے ان کا یہ واقعہ اور بیعت فارم پر کروا کے قادیان روانہ کردیا۔

(ماخوذ از برہان صداقت از مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب صفحہ 9 تا 11)

مدرسہ احمدیہ کا قیام

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے 1930ء میں حیفا میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک مکتب جاری کیا۔ جس کی ابتداء میں الشیخ المغربی صاحب (جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے) نے لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن کریم پڑھانا شروع کیا۔ جس کا باقاعدہ افتتاح مولانا ابوالعطاء صاحب نے یکم جنوری 1934ء کو کیا۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 501)

بلاد عربیہ میں جماعت احمدیہ کی پہلی بیت الذکر

3 اپریل 1931ء میں مولانا شمس صاحب نے کبابیر میں ’’جامع سیدنا محمود‘‘ کی بنیاد رکھی جو بلاد عربیہ میں پہلی احمدیہ بیت ہے۔ بیت کی چھت ڈالنا باقی رہ گئی تھی کہ آپ واپسی کے لئے مصر روانہ ہوگئے۔ اس بیت کی تعمیر میں کبابیر کے سب احمدی مردوں عورتوں اور بچوں نے حصہ لیا۔

اس کے بارہ میں حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

میں نے......4 شوال کو ایک (بیت) بنانے کے لئے تحریک کی جسے دوستوں نے شرف قبولیت بخشا۔ اسی وقت مشترکہ زمین میں سے (بیت) کے لئے قطعہ تجویز کیا گیا۔ (بیت) کی عمارت کے لئے تین ہزار پتھروں کا اندازہ لگایا گیا جواسی وقت دوستوں نے حصہ رسدی سے پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بہت سے پتھر تیار ہوچکے ہیں۔ معمار بھی انہی میں سے ہیں جو مفت تعمیر کا کام کریں گے۔ سیمنٹ اور لوہے اور دروازوں

وغیرہ کے لئے ستّر پونڈز کا تخمینہ لگایا گیا جس کے لئے میں نے شام وحمص وغیرہ میں بعض دوستوں کو بذریعہ خطوط چندہ کے لئے تحریک کی ...... چنانچہ انہوں نے نہایت اخلاص وقربانی کا نمونہ دکھایا اور باوجود غریب ہونے کے اپنی استطاعت سے بڑھ کر چندہ دیا۔ بلاد عربیہ میں احمدی جماعت کی یہ پہلی بیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے باعث نشرِ ہدایت بنائے اور جیسا کہ یہ بیت بلند جگہ پہاڑی پر ہوگی ویسے ہی اسے احمدیت کی اشاعت کے لئے ایک مضبوط چٹان کی طرح قرار دے۔ یہ بیت 36 فٹ لمبی اور 30 فٹ چوڑی ہوگی اور اس کے آگے صحن ہوگا۔ ایک برساتی کنواں بھی تیار کیا جائے گا۔ نیز احمدی مہمانوں کے لئے اس کے قریب ایک کمرہ بنانے کی بھی تجویز ہے۔ جس کمرہ میں پہلے نمازیں پڑھتے ہیں اس میں احمدی بچے تعلیم پائیں گے۔

(الفضل 23/اپریل 1931ء صفحہ 2)

کبابیر میں ایک معمر شخص الحاج عبدالقادر نہایت مخلص احمدی ہیں باوجودیکہ ان کی عمر 100 برس کے قریب ہے وہ تمام نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں ......۔ چندروز ہوئے مستری نے انہیں بقیہ قیمت 20 پونڈ دے دی تو وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: ہم تو اب دنیا میں ایک دو روز کے مہمان ہیں اس لئے میری خواہش ہے کہ یہ روپیہ (بیت) کی تعمیر میں خرچ کردیا جائے اور ہوسکے تو برساتی کنواں (بیت) کے ساتھ تیار کیا جائے گا وہ میرے خرچ سے ہو۔ اس کے لئے 13 پونڈز کا اندازہ لگایا گیا۔ انہوں نے 13 پونڈز نقد دے دیئے۔ ان کی بیوی جو ایک صالح عورت اور مخلص احمدی ہیں ان سے کہنے لگیں: میرا بھی ایک حصہ ہونا چاہئے۔ آخر یہ قرار پایا کہ 3 پونڈز ان کی طرف سے ہوں اور 10 پونڈز الحاج عبدالقادر کی طرف سے۔

(الفضل 30/جولائی 1931ء صفحہ 2)

جماعت احمدیہ کبابیر

محترم نواز خان صاحب جو اس عرصہ میں قاہرہ میں مقیم تھے انہوں نے اپنے ایک نوٹ میں جماعت کبابیر کے بارہ میں لکھا:

مولوی صاحب مجھے جماعت کبابیر سے ملانے کے لئے لے گئے۔ جب ہم گاؤں کے قریب پہنچے تو بعض لڑکوں نے مولوی صاحب کو پہچان لیا اور دوڑ کر گاؤں کے لوگوں کو خبر کردی، جس سے احمدی احباب ہمارے استقبال کے لئے گاؤں سے باہر آگئے۔ یہ لوگ اس قدر جوش مسرت سے ملتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مدت سے بچھڑے ہوئے عزیزوں سے مل رہے ہیں۔ ان میں سے بعض سو سو سال کے بوڑھے بھی تھے۔ انہیں مَیں نے دیکھا جب وہ معانقہ کرتے تھے تو فرط محبت سے زار زار روتے تھے۔ ان کے اس عاشقانہ جوش واخلاص نے ہمیں بھی رُلا دیا۔ فی الحقیقت حضرت مسیح موعود کا یہ ایک زبردست معجزہ تھا کہ اس قدر دور کے ملک میں پہاڑ کی چوٹی پر بسنے والی قوم حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتی ہے اور اخلاص ومحبت میں اس قدر ترقی کر جاتی ہے کہ دیارِ محبوب کے رہنے والے ایک احمدی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتی ہے۔......اس وقت کا یہ نظارہ اس قدر دلکش تھا جو مجھے ساری عمر نہیں بھولے گا۔ اس گاؤں کے احمدیوں کی مجموعی تعداد سو سے زائد ہے جن میں بعض عالم اور بعض شاعر بھی ہیں ...... ہر وقت ہمارے پاس احباب بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کے وقت بہت سے احباب اپنا کام چھوڑ کر آجاتے اور چھوٹی سی (بیت) بھر جاتی تھی۔

(الفضل 11/دسمبر 1930ء صفحہ 6)

حضرت مولوی صاحب کی بلاد عربیہ سے کامیاب مراجعت

13/اگست 1931ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے مولانا ابوالعطاء صاحب قادیان سے روانہ ہوکر 4/ستمبر 1931ء کو حیفا پہنچے۔ مولانا شمس صاحب نے آپ کو مشن کا چارج دیا اور 30/ستمبر 1931ء کو صبح آٹھ بجے مولوی صاحب حیفا سے مصر کے لئے روانہ ہوئے اور 20 دسمبر 1931ء کو قادیان مراجعت پذیر ہوئے۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بنفس نفیس اپنے خادم کی عزت افزائی کے لئے ریلوے سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ یوں ایک بہت مختصر لیکن تاریخ احمدیت کا ایک نہایت بھرپور اور ناقابل فراموش باب ختم ہوا۔

آپ کے زمانہ قیام میں حیفا اور طیرہ میں دو مستقل جماعتیں قائم ہوئیں اور بلاد عربیہ کے اہم مقامات مثلاً بغداد، موصل، بیروت، حمص، حماہ، لاذقیہ اور عمان وغیرہ میں خطوط کے ذریعہ پیغام احمدیت پہنچا۔

شام وفلسطین میں آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہوئیں:۔

أعجب الاعاجیب فی نفی الاناجیل لموت المسیح علی الصلیب۔ البرهان الصریح فی ابطال الوهیة المسیح۔ الهدیة السنیة لفئة المبشرة المسیحیة ۔ حکمة الصیام ۔ میزان الاقوال۔ توضیح المرام فی الرد علی علماء حمص و طرابلس الشام ۔ دلیل المسلمین فی الرد علی فتاوی المفتین۔

(مجلۃ البشریٰ مارچ 1936ء صفحہ 13، تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 526-527)

مولانا جلال الدین صاحب شمس اس وقت کبابیر سے گئے جبکہ آپ نے شام فلسطین اور مصر میں جماعت قائم کرلی تھی اور متعدد قیمتی کتب تصنیف فرمائیں۔

پھر دوسری دفعہ آپ حیفا اس وقت تشریف لائے جب آپ برطانیہ سے کامیابی کے ساتھ اپنا کام مکمل کرکے واپس قادیان جارہے تھے تو راستہ میں دمشق اور فلسطین سے ہوکر گئے۔ اس وقت آپ دمشق سے منیر الحصنی صاحب کو بھی ساتھ لے آئے تھے اور پھر ان کو قادیان بھی ساتھ ہی لے کر گئے۔ آپ نے حیفا میں وہ بیت دیکھی جس کا سنگ بنیاد آپ نے خود رکھا تھا اور آپ کے اعزاز میں کئی پارٹیاں ہوئیں اور نظم ونثر میں آپ کی تعریف میں بہت کچھ کہا گیا۔

حضرت مولانا شمس صاحب کی مساعی ایک جائزہ

حضرت مولانا شمس صاحب لکھتے ہیں:

’’حتی المقدور جماعت کو احمدیت کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے پوری کوشش کی جاتی ہے اور خصوصیات جماعت سے آگاہ کیا جاتا ہے‘‘۔

مولانا جلال الدین شمس صاحب کے بلاد عربیہ میں قیام اور آپ کے عظیم الشان کاموں کے تذکرہ پر اطلاع پانے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا صاحب نے کئی اصولوں کو سامنے رکھ کر کام کیا۔ چند ایک خلاصۃً یہاں ذکر کئے جاتے ہیں جو کہ مربیان کرام کے لئے مشعل راہ ہیں۔

1۔ مخلص اور بااثر لیکن نیک وصالح افراد کو چن کر دعوت الی اللہ کرنا اور بالآخر خداداد علم، اخلاق اور بہترین نمونہ سے انہیں گرویدہ کرلینا۔

2۔ ہر جگہ جماعت قادیان کا رنگ پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔ کیونکہ جماعت کا وہی اصل مزاج ہے جس کو ہر جگہ رائج کرنے کی ضرورت ہے۔ جس میں درس وتدریس کا سلسلہ، جماعتی انتظامی ڈھانچہ کا فوری قیام وغیرہ شامل ہیں۔

3۔ شروع سے ہی جماعت کے افراد میں چندہ دینے کی عادت پیدا کردینا۔

4۔ بیت بنانے کی کوشش۔ انہوں نے بلاد عربیہ میں جو بیت بنائی وہ آج تک بلاد عربیہ میں اکیلی بیت ہے۔

5۔ قادیان کی طرح ہر جگہ مدرسہ احمدیہ کی طرز پر مدرسہ کا اجراء کرنا جس میں دینی تعلیم دی جائے۔

6۔ اپنی مساعی کی باقاعدہ رپورٹ نہ صرف خلیفۂ وقت کی خدمت میں لکھتے رہنا بلکہ اس کو جماعت کے جرائد ومجلّات میں چھپواتے بھی رہنا تاکہ تاریخ میں محفوظ ہوجائے اور آئندہ نسلیں استفادہ کرسکیں۔

7۔ علاقے کی بڑی معروف اور معزز شخصیات تک رسائی اور ان کو دعوت الی اللہ کرنا اور انہیں تقاریب میں بلاکر جماعت کی تعلیم سے آگاہ کرنا۔

8۔ اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ کہ ہر احمدی کا مرکز کے ساتھ رابطہ اور مضبوط رشتہ بنادینا تاکہ ہر فرد جماعت عالمی مرکزیت کا حصہ بن سکے۔

بقیہ صفحہ 6

گھر پر تو کم ہی رہتے مگر زیادہ تر وقت ربوہ میں خدمت دین میں مصروف ہوتے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ والد صاحب کئی روز کے دورے کے بعد ربوہ سے واپس گھر کوئٹہ آئے اور ان کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام بذریعہ تار موصول ہوا ہوتا کہ فوراً واپس ربوہ آجائیں ضروری کام ہے، اور آپ اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی بیوی اور چھوٹی چھوٹی بچیوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اسی وقت واپس ربوہ کے لئے روانہ ہوجاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا آپ سے بہت ہی محبت اور شفقت کا تعلق تھا اور سلسلہ کے نہایت اہم امور میں آپ سے مشاورت بھی کرتے۔

اس ضمن میں والدہ صاحبہ ایک اور واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طبیعت ناساز تھی اور آپ اپنے کمرے میں آرام فرمارہے تھے اور آپ کے حکم کے مطابق کسی کو آپ سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ مگر جب نانا جان مرحوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب حضور کو اطلاع ملی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو ملنے کی اجازت دے دی۔

ان واقعات کے علاوہ اور بھی واقعات ہیں۔ یہ خدمت دین کی وہ مثالیں ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے جماعت احمدیہ کے قیام اور خلافت کے دوام کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں دیں اور اپنا سب کچھ قربان کردیا مگر نظام جماعت کے کام نہیں رکنے دیئے اور اپنے بزرگوں کو یاد کرنے کا اصل مقصد تو ان کی خدمت دین کی یاد کو تازہ کرنا اور اپنی زندگیوں کو خدمت دین کے لئے صرف کرنا ہے اور آئندہ آنے والی نسلوں میں قیامت تک خدمت احمدیت کا جذبہ زندہ رکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر احمدی کو دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا کرے اور آنے والی نسلوں کے لئے ہماری زندگیاں مشعلِ راہ بن جائیں۔ آمین

سونے کی انگوٹھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی کہ یہ آگ کا انگارہ ہے۔ جب آپ وہاں سے تشریف لے گئے تو کسی نے کہا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھا لو اور بیچ کر اپنی کوئی اور ضرورت پوری کرلو۔ اس صحابی نے کہا خدا کی قسم! میں وہ چیز جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو کبھی بھی نہیں لے سکتا۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحریم خاتَمِ الذهب علیٰ الرجال)

ف۔انور ورک

میری والدہ مکرمہ رضیہ اختر صاحبہ کا ذکر

محاورہ ’’ماواں ٹھنڈیاں چھاواں‘‘ اکثر پڑھا اور سنا مگر اس کا ادراک تب ہوا جب میری پیاری امی اچانک ہم سے رخصت ہوگئیں۔ مجھے تو ایسے لگا کہ میں تپتی دھوپ میں کھڑی ہوں کہ میرے سر کا سایہ جو اٹھ گیا تھا۔ میں اور میرے بچے، جب بھی کوئی مسئلہ ہوا، مشکل وقت آیا، فوراً امی کو دعا کیلئے کہتے، میرے بچوں کے امتحان وغیرہ ہوتے تو نانو کو دعا کیلئے فون کرتے اور پھر ہم مطمئن ہوجاتے کہ امی دعا کررہی ہیں اللہ اپنا فضل ضرور کرے گا اور ایسا ہی ہوتا۔

میری پیاری امی جان آج سے تقریباً 71 سال پہلے سیالکوٹ کے ایک چھوٹے سے گاؤں کوٹ کرم بخش میں پیدا ہوئیں۔ امی کی پیدائش بھی بہت دعاؤں سے ہوئی تھی۔ میری امی کی پیدائش سے قبل میرے نانا، نانی کے کافی بچے فوت ہوگئے تھے۔ پھر امی کی پیدائش ہوئی تو نام تو ان کا رضیہ اختر رکھا گیا لیکن گاؤں کے لوگ انہیں (جیواں) یعنی زندہ رہنے والی کہہ کر پکارتے، نانا نانی کی اتنی لاڈلی کہ میری خالہ بتاتی ہیں کہ میری امی نے پانی بھی مانگا تو میری نانی جان چھوٹی بیٹی کو کہتیں کہ بہن کو پانی لاکر دو۔ پھر تقریباً بیس سال کی عمر میں اپنے ماموں زاد سے شادی ہوئی اور میری امی جان نے بھرپور پیار بھرا ساتھ نبھایا۔ ہم لوگ بچپن میں نانا نانی کے ساتھ اکٹھے رہتے تھے ہم بہن بھائیوں کی پرورش میں میری خالہ اور ممانی جان نے امی کا مکمل ساتھ دیا یوں امی اپنی ہر قسم کی گھریلو ذمہ داریوں سے آزاد ہوکر سکول میں پڑھانے لگیں۔ ہمارے گاؤں میں مڈل سکول ہے جو کہ ہمارے گھر سے چند گز کے فاصلے پر ہے۔ امی نے وہاں سے سروس شروع کی اور اپنی سروس کے پینتیس سال اسی سکول میں پڑھا کر ریٹائرڈ ہوئیں یوں اردگرد گاؤں کے بے شمار شاگرد آج بھی امی کی دعاؤں کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

دعائیں کرنا امی کا طرہ امتیاز تھا۔ میرے بچے کہتے کہ نانو کا تکیہ کلام (جیون جوگے) ہے یعنی زندہ رہو۔ آپ اپنی بات شروع بھی دعا سے کرتی اور ختم بھی دعا پر۔ نمازوں کی اتنی دلدادہ تھیں کہ وقت سے پہلے ہی نماز کی تیاری شروع کردیتیں۔ ہم نے ہمیشہ امی کو تہجد اور اشراق بھی پڑھتے دیکھا۔ نماز کیلئے کھڑی بعد میں ہوتیں اور رقت پہلے طاری ہوجاتی یوں اپنے خدا سے راز و نیاز کرتیں کہ پتہ ہی نہ چلتا کہ کتنی دیر سے جائے نماز پر کھڑی ہیں۔ امی کی ایک آنکھ کی نظر تو ان کی جوانی میں ہی ضائع ہوگئی تھی اور دوسری آنکھ بھی اب کافی کمزور تھی اس کے باوجود روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور الفضل کا مطالعہ شروع سے لے کر آخر تک کرتیں۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا میری امی گاؤں میں صدر لجنہ تھیں۔ جماعتی کام کرنے سے انہیں وہ راحت ملتی جس کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ روزانہ گاؤں کا دورہ کرتیں اور ہر کسی کو نماز اور قرآن پڑھنے کی تلقین کرتیں امی کی وفات پر غیراز جماعت عورتوں نے بھی کہا کہ ہم انہیں دیکھ کر چھپ جاتے کہ نماز کے بارے میں پوچھیں گی تو کیا جواب دیں گے پھر ساتھ والے گاؤں میں بھی دعوت الی اللہ کیلئے چلی جاتیں۔ دعوت الی اللہ کا ایک جنون تھا جس کا انہوں نے پورا حق ادا کیا اور کئی پھل بھی حاصل کئے۔ ایسے ماحول میں انہوں نے ہماری پرورش کی تھی۔ شادی کے بعد ہم سب بہن بھائی اپنے اپنے علاقوں میں حسب توفیق جماعتی کاموں میں مصروف عمل ہیں امی کو اس بات کی انتہائی خوشی تھی کہ ان کے بچے جماعتی خدمت میں مصروف ہیں۔ ایک دفعہ دورے کے دوران مجھے کسی بہن نے پوچھا کہ آپ یہ سارا کام کس طرح کرتی ہیں میں نے کہا کہ مجھے تو نہیں لگتا کہ میں کوئی زیادہ کام کررہی ہوں کیونکہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ہمارے گھر میں یہی کام ہوتے ہیں کبھی مرکز سے مہمان آرہے ہیں کبھی اجلاس ہورہے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے شوق میں کوئی دنیاوی کام شروع کیا تو اسی دن شام کو امی کا فون آگیا کہ دنیاوی کاموں میں اتنا مصروف نہ ہوجانا کہ جماعتی کام پس پشت چلے جائیں۔ میں نے امی کو یقین دلایا کہ ایسا نہیں ہوگا تو مطمئن ہو گئیں۔

خلفاء احمدیت اور خاندان حضرت مسیح موعود سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ دعا کیلئے کثرت سے انہیں لکھتیں۔ قادیان جلسہ پر جانے کی ان کی خواہش بھی اللہ نے پوری کی۔ لندن جلسہ پر جانے کا بہت شوق تھا تاکہ حضور سے ملاقات ہوسکے لیکن ان کی نظر کی کمزوری کی وجہ سے ہم منع کرتے۔ ڈائری باقاعدہ لکھتیں اور جگہ جگہ اپنے انجام بخیر کیلئے دعا نوٹ کی ہوئی ہے۔ خدمت خلق کا بے انتہا جذبہ تھا ہر رمضان میں میرے سے دو زنانہ اور دو مردانہ سوٹ پیسے دے کر منگواتیں اور چپکے سے گاؤں میں کسی غریب کے گھر دے آتیں۔ اس طرح کپڑے منگوانے کا مقصد ہمیں یہ پیغام دینا تھا کہ دیکھو میں یہ کام کرتی ہوں آپ لوگ بھی ایسے کیا کرو۔

خداتعالیٰ ہماری امی کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ امی موصیہ تھیں اور ہر ماہ پنشن آنے پر پہلے چندہ دیتیں اس طرح اپنے سارے واجبات ادا کرچکی تھی مرکز سے آنے والے ہر حکم کی اطاعت اپنا فرض سمجھتیں۔ ان کی وفات سے تقریباً پندرہ دن پہلے میں اپنے گاؤں گئی تو اس دن ان کی ممبرات لجنہ نے پہلے سپارہ کا پرچہ دینا تھا۔ امی صبح سے پڑھ رہی ہیں اور پھر پرچہ دینے سینٹر چلی گئیں اور پچھتر نمبر حاصل کئے اور مجھے کہا کہ دعا کرو میں نے اگست میں دس پاروں کا پرچہ دینا ہے۔ لیکن اگست تک مہلت نہ ملی کیا معلوم تھا کہ آخری امتحان کا پرچہ پہلے آجائے گا اور وہ اپنے پیارے اللہ کے پاس چلی گئیں۔ خدا کرے وہ اس امتحان میں اس سے بڑھ کر کامیاب ٹھہریں جیسے وہ دنیا میں کامران تھیں۔ میری امی پر اللہ نے اپنے فضلوں اور برکتوں کی بے شمار بارشیں کیں وہ انتہائی بھرپور زندگی گزار کر 13 مئی 2010 کو بوقت مغرب وضو کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے وفات پاگئیں۔ میری امی جتنی پیاری تھیں۔ اللہ میاں نے انہیں اتنے ہی پیارے سے باوضو اپنے پاس بلالیا۔ نہ انہیں کوئی تکلیف ہوئی نہ دوسروں پر بوجھ بنیں۔ اے خدا میری امی تو ہمیں چھوڑ کر چلی گئی لیکن آپ ہمیں نہ چھوڑنا ہمیں کبھی کڑی دھوپ میں نہ رہنے دینا اور میری امی کے درجات بلند کرنا اور وہ جو دعاؤں کا خزانہ چھوڑ گئیں ہیں وہ سب دعائیں ہمارے حق میں قبول کرتے رہنا یہ دعائیں ہم سب بہن بھائیوں اور ہماری نسلوں تک ہمارے ساتھ رہیں۔ اے اللہ تو ایسا ہی کرنا۔ آمین

مکرم عبدالقدوس ناصر صاحب

میرے پیارے نانا جان ڈاکٹر شیخ محمد حنیف صاحب

سابق امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ وصوبہ بلوچستان

مکرم ڈاکٹر شیخ محمد حنیف صاحب 1922ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے اور 9 دسمبر 1993ء کو لاہور میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے والد شیخ کریم بخش صاحب مرحوم بھی جماعت احمدیہ کے ایک فدائی خادم دین اور کوئٹہ جماعت کے سابق امیر تھے۔ نانا جان مرحوم کی ساری زیست احمدیت کی خدمت کرنے میں گزری۔ آپ کو عرصہ 28 سال ضلع کوئٹہ وصوبہ بلوچستان کے امیر جماعت رہنے کا اعزاز حاصل رہا اور سب سے بڑا اعزاز آپ کو وہ ملا جب آپ کی وفات کے اگلے ہی دن 10 دسمبر 1993ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بہت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ آپ کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ

آج صبح ہی اطلاع ملی ہے کہ حضرت مکرم شیخ محمد حنیف صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ آپ کوئٹہ کی جماعت کے تقریباً 28 سال امیر رہے۔ ان سے میر ابہت پرانا تعلق تھا اور اس تعلق کی بنا ان کا اخلاص اور خلافت سے ان کی وابستگی تھی۔ اتنا گہرا عشق تھا خلافت سے اور ایسی وابستگی تھی کہ یہی ہمارے تعلق کی بنا بنی۔ مزید فرمایا کہ آپ ایک لمبا عرصہ تک صدسالہ جوبلی کمیٹی کے صدر رہے۔ قضا بورڈ کے ممبر رہے خلافت کمیٹی کے ممبر رہے، قرآن مجید کی منتخب آیات کا اور احادیث کا ترجمہ بلوچی زبان میں کیا۔ کوئٹہ کی امارت کے دوران وہاں بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے مگر آپ نے بہت ڈٹ کر مقابلے کئے، غیروں کی طرف سے جو بار بار سخت ابتلاء جماعت پر لادے گئے ان ابتلاؤں میں آپ بھی ثابت قدم رہے اور جماعت کو بھی ثابت قدم رکھا، بڑے حوصلے صبر و ہمت کے ساتھ ان کے مقابلے کئے۔ نیز فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے زمانے میں وہ ہمارے گھر ربوہ میں آکر ٹھہرتے تھے اور بہت ہی محبت اور پیار کا تعلق تھا۔ خلافت کے ادب واحترام میں آپ ننگی تلوار تھے اور خلافت کے متعلق کسی کی ادنیٰ سے ادنیٰ بات جو آپ کے خیال میں خلافت کا کماحقہ حق ادا نہیں کررہی آپ کبھی بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ جماعت کے عاشق اور خدمت گزار بھی تھے۔ بہت اچھے ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے ہومیو پیتھی مجھ سے سیکھی تھی مگر بہت جلد مجھے سکھانے لگ گئے۔ بہت ہی ہردلعزیز تھے۔ فوج میں آپ کے مریض بھی بڑی کثرت سے تھے اور مرید بھی بڑی کثرت سے تھے۔ سپاہی سے لے کر جرنیل تک ان کے مداح اور حلقہ بگوش تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مندرجہ بالا الفاظ کو درج کرنے کے بعد اب چند واقعات جو ان کی گھریلو زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں وہ میں یہاں بیان کرنا چاہوں گا۔

میری والدہ مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ والد صاحب اپنی نوجوانی ہی میں دین کی خدمت بڑی محنت لگن سے دیوانہ وار کرتے اور شادی اور بچوں کی پیدائش کے بعد بھی دین کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ قیام صلوٰۃ کا بہت اہتمام کرتے اور جب بھی گھر پر ہوتے تو اپنی بچیوں کو بڑی محبت سے نماز باجماعت کی طرف توجہ دلاتے اور نماز باجماعت پڑھاتے۔ جب طبیعت ناساز ہوتی تو احباب جماعت جو آسکتے تھے ان کو گھر پر بلاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ کوئٹہ کے احباب جماعت کی اکثریت آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتی ہر مشکل و آسانی کے وقت آپ کے ساتھ ہوتی۔ خلافت سے والہانہ محبت کرتے اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے ارشادات کو اولین ترجیح دیتے اور احباب جماعت کو بھی خلیفہ وقت کی اطاعت کی تلقین کرتے۔ ہمیشہ اپنی اولاد کو دین پر قائم رہنے اور خلافت کا سچا وفادار بننے کی نصیحت کرتے اور خود بھی اس بات کے مصداق بنے۔

والدہ صاحبہ مزید بیان کرتی ہیں کہ والد صاحب

باقی صفحہ 5 پر

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 دسمبر 2010ء کو بوقت 12 بجے دوپہر بمقام بیت الفضل لندن درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ سعیدہ اختر صاحبہ

مکرمہ سعیدہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ساؤتھ ہیمپٹن یو۔کے مورخہ 9 نومبر 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ مکرم خان فرزند علی خان صاحب سابق امام بیت الفضل لندن کی بہو تھیں۔انتہائی نیک،صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور غریب پرور خاتون تھیں۔لجنہ کی فعال رکن تھیں اور دعوت الی اللہ کی سرگرمیوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم احمد حسین صاحب درویش قادیان مورخہ 4 دسمبر 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔مرحومہ نے اپنے خاوند کے ساتھ زمانہ درویشی میں ہر قسم کے نامساعد اور کٹھن حالات کے باوجود نہایت وفا اور اخلاص کے ساتھ گزارا اور آخر وقت تک قادیان کی مقدس سرزمین میں مقیم رہیں۔آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، نہایت سادہ مزاج اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والی نیک خاتون تھیں پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کی ایک بیٹی مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت و ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن کی اہلیہ ہیں۔

مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب

مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب تیماپوری ایڈووکیٹ حیدرآباد انڈیا مورخہ 23 اکتوبر 2010ء کو وفات پا گئے۔مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار مخلص اور باوفا انسان تھے۔ضرورت مندوں کی بلا امتیاز مدد کرتے تھے۔آپ ایک منجھے ہوئے وکیل تھے اور جماعتی سرکاری معاملات کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کرواتے تھے۔خلافت کے ساتھ ان کا والہانہ لگاؤ تھا اور خلیفہ وقت کی ہر تحریک پر ہمیشہ لبیک کہتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالرشید صاحب حیدرآبادی انچارج دفتر ایم ٹی اے لندن کے بہنوئی تھے۔

مکرمہ محمودہ رشید صاحبہ

مکرمہ محمودہ رشید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب رائے چوری حیدر آباد انڈیا مورخہ 29 اکتوبر 2010ء کو وفات پا گئیں۔مرحومہ نیک سلسلہ سے اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی بہت مخلص خاتون تھیں۔آپ نے لمبا عرصہ صوبائی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ مکرم عبدالرشید صاحب حیدر آبادی انچارج دفتر ایم ٹی اے لندن کی بڑی بہن تھیں۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ابن مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی آف چکوال مورخہ یکم دسمبر 2010ء کو اسلام آباد میں وفات پا گئے۔آپ غریبوں کے ہمدرد، وفا شعار، نیک اور مخلص انسان تھے۔آپ Swiss ائیر سے منسلک تھے۔ بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقعہ پر آپ کو بہت سے احمدیوں کا ویزا لگوانے کی توفیق ملی۔ ہر قسم کی جماعتی خدمت اور مالی قربانی کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔آپ کا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے تھا۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کے نواسے تھے۔

مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالغفار شاکر صاحب مرحوم میموریل فوٹو سروس ربوہ چند دن بیمار رہنے کے بعد 3 نومبر 2010ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔آپ کا بچپن قادیان کے پاکیزہ ماحول میں گزرا۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور دعا گو خاتون تھیں۔ جماعتی چندے ہمیشہ اول وقت میں ادا کرتیں اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا اور گھر میں ڈش انٹینا لگا تو ایک خطیر رقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شکرانے کے طور پر جماعت کو پیش کی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور آٹھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ سانحہ لاہور کے شہید مکرم شیخ محمد یونس صاحب آپ کے داماد تھے۔

مکرم میاں داؤد احمد صاحب

مکرم میاں داؤد احمد صاحب ابن مکرم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب امریکہ مورخہ 22 نومبر 2010ء کو ہارٹ اٹیک سے 57 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔آپ نہایت نرم دل اور غریب پرور انسان تھے۔ضرورت مندوں کا خیال رکھتے اور بلا امتیاز ان کی مدد کرتے تھے۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم میجر شاہد سعدی صاحب نائب ناظر امور عامہ ربوہ کے برادر نسبتی تھے۔

مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب

مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب مورخہ 9 اکتوبر 2010ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔مرحوم جماعت کے ساتھ نہایت اخلاص کا تعلق رکھنے والے نیک انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ تعاون کرتے۔مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور احمدیت کیلئے بڑی غیرت رکھتے تھے۔

مکرم کرنل محمد اقبال صاحب

مکرم کرنل محمد اقبال صاحب آف لاہور مورخہ 22 ستمبر 2010ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔آپ نہایت منکسر المزاج، حلیم الطبع صابر و شاکر اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔آپ کو قادیان میں نداء دینے اور حضرت مصلح موعود کی موجودگی میں نظمیں پڑھنے کا بھی موقعہ ملتا رہا۔آپ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے تایازاد بھائی اور برادر نسبتی تھے۔

مکرم چوہدری محمد ثناء اللہ صاحب

مکرم چوہدری محمد ثناء اللہ صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ مورخہ 13 اکتوبر 2010ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

نور نظر
اولاد نرینہ کیلئے کامیاب دوا
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

اطلاعات و اعلانات

تقریب آمین

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں۔

گزشتہ سال خاکسار کے بیٹے عزیزم تصور احمد واقف نو نے مدرسۃ الحفظ ربوہ سے حفظ قرآن کی تکمیل کی سعادت پائی۔اسی طرح عزیز وجیہہ احمد نے ناظرہ قرآن مکمل کیا۔ اس سلسلہ میں ایک تقریب آمین سرائے ناصر دفاتر انصار اللہ پاکستان میں مورخہ 16/دسمبر 2010ء کو بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے تشریف لا کر دونوں بچوں سے قرآن شریف کی تلاوت سن کر دعا کروائی۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو باعمر، نیک، خادم دین اور خلافت احمدیہ کی برکات سے فیض پانے والا بنائے۔آمین

نکاح

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ آمنہ سعید صاحبہ بنت مکرم شیخ سعید اللہ صاحب پیپلز کالونی فیصل آباد کے نکاح کا اعلان مکرم سلمان سعید پراچہ صاحب ابن مکرم سعید الرحمٰن صاحب پراچہ آف لاہور کے ساتھ مبلغ دس لاکھ روپے حق مہر پر خاکسار نے مورخہ 3/دسمبر 2010ء کو نماز جمعہ سے قبل بیت الفضل فیصل آباد میں کیا۔مکرمہ آمنہ سعید صاحبہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ہیں۔ جو رشتہ میں مکرم شیخ سعید اللہ صاحب کے دادا ہیں اور مکرم سلمان سعید صاحب مکرم محمد اقبال پراچہ صاحب سرگودہا کے نواسے اور مکرم فضل الرحمٰن صاحب پراچہ آف بھیرہ کے پوتے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرتے ہوئے خلافت سے وابستہ رہنے والی نیک اور متقی نسلوں کا وارث بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم عبدالمالک صاحب گل سابق صدر جماعت سکرنڈ ضلع نواب شاہ تحریر کرتے ہیں

میرے بیٹے مکرم زاہد پرویز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔نومولود کا ایان احمد طاہر نام تجویز ہوا ہے۔نومولود مکرم منور احمد صاحب چٹھہ نصرت آباد فارم کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ نومولود کو نیک، خادم دین، درازی عمر والا اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔آمین

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

7 جنوری 2011ء

1-30 am	فیتھ میٹرز
2-40 am	ترجمۃ القرآن
3-20 am	گلشن وقف نو
4-20 am	رفقائے احمد
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اورخبرنامہ
5-35 am	تلاوت
5-45 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
6-20 am	لقاءمع العرب
7-25 am	تاریخی حقائق
7-55 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اورخبرنامہ
8-35 am	ترجمۃ القرآن
9-55 am	حضور انور کا جلسہ سالانہ سے خطاب
11-00 am	تلاوت اور درس حدیث
11-30 am	تاریخی حقائق
12-05 pm	زندہ لوگ
12-35 pm	گلشن وقف نو
1-40 pm	سرائیکی مذاکرہ
2-30 pm	راہ ھدیٰ
4-00 pm	انڈونیشین سروس
4-55 pm	تلاوت
5-05 pm	زندہ لوگ
6-00 pm	خطبہ جمعہ Live
7-05 pm	درس حدیث
7-15 pm	بنگلہ سروس
8-10 pm	رئیل ٹاک
9-10pm	خبرنامہ
9-30 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2011ء
10-40 pm	سیرت صحابہ رسول اللہ ﷺ
11-10 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm	عربی سروس

8 جنوری 2011

1-55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2011ء
2-45 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
3-20 am	راہ ھدیٰ
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اورخبرنامہ
5-30 am	تلاوت
5-40 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
6-10 am	لقاءمع العرب
7-20 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اورخبرنامہ
7-55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2011ء
9-05 am	زندہ لوگ
11-05 am	تلاوت اور درس ملفوظات
11-30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
12-00 pm	زندہ لوگ
12-35 pm	حضور انور کا جلسہ سالانہ سے خطاب
2-05 pm	سوال و جواب
3-00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2011ء
4-10 pm	انڈونیشین سروس
5-10 pm	تلاوت
5-20 pm	زندہ لوگ
6-55 pm	بنگلہ سروس
8-00 pm	گلشن وقف نو
9-00 pm	خبرنامہ
9-15 pm	راہ ھدیٰ
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-15 pm	یسرنا القرآن
11-35 pm	عربی سروس

بقیہ از صفحہ 2

اس معاملہ میں اپنے ساتھ شامل کریں۔ انصار نے کہا ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے بھی ایک امیر ہو۔ اس پر حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: کون ہے جسے یہ تین فضیلتیں حاصل ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی: ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ...... (التوبہ: 40) (ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاد کرو) جب وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ دو کون ہیں؟ راوی کہتے ہیں پھر عمرؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور تمام لوگوں نے آپؓ کی بیعت کی اور یہ بیعت برضا ورغبت اور بہت عمدگی اور خوبصورتی سے ہوئی۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت کی تکلیف برداشت فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہؓ نے کہا ہائے (ابّا کی) تکلیف! نبی ﷺ نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہیں ہوگی آج تیرے باپ کو وہ چیز درپیش ہے جس سے کوئی شخص بھی قیامت تک بچنے والا نہیں یعنی وفات۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے جس کے دو بچے (وفات پاکر) اُس کے لئے پیش خیمہ بن جائیں تو اللہ اُن کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل فرمادے گا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کی: امت میں سے جس کا ایک بچہ پیش رو بنے وہ بھی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں جس کا ایک بچہ بھی پیش رو ہو وہ بھی۔ اے نیکیوں کی توفیق پانے والی۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی اور آپ کی امت میں سے جس کا کوئی بچہ بھی پیش رو نہ بنے؟ آپؐ نے فرمایا تو میں اپنی امت کا پیش رو ہوں گا کیونکہ انہیں میری وفات کے غم جیسا اور کوئی غم نہیں پہنچے گا۔

ربوہ میں طلوع وغروب 5۔جنوری

طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:12
غروب آفتاب	5:20

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
فینسی جیولرز
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

LEARN German LANGUAGE
By German Lady Teacher
صرف خواتین کے لیے
Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

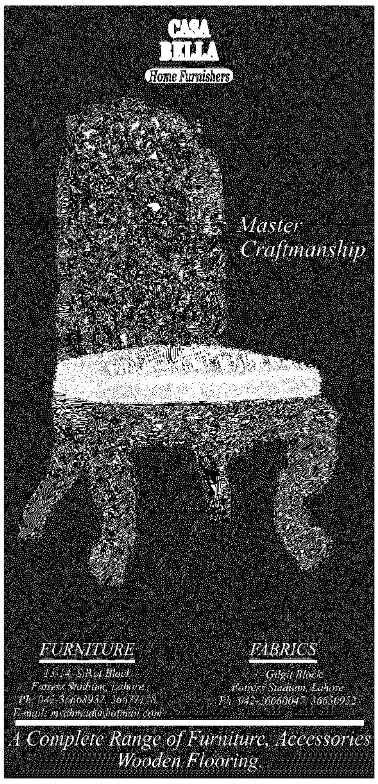

FD-10

ہر علاج ناکام ہو تو انشاءاللہ
ہولزمک ہومیوپیتھی سے شفا ممکن ہے۔ علاج کیلئے
بانی ہومیو ڈاکٹر سجاد
0334-6372030
047-6214226

Rehman Rubber Rollers & Engineering Works
Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Mujeeb-ur-Rehman
0345-4039635
Naveed ur Rehman
0300-4295130
Band Road Lahore.

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
اٹک پٹرولیم
احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ
نئی انتظامیہ کے ساتھ
جنریٹر کی سہولت
سروس اسٹیشن کی سہولت پمپ کے اندر بھی موجود ہے
ڈسکاؤنٹ ریٹ کے ساتھ
کار فل سروس -/150
کار واش -/70
احمد نگر نزد ربوہ۔ سرگودھا فیصل آباد روڈ رابطہ: 0321-7715564,0300-8403289